از عدالتِ عظمیٰ

یکم اکتوبر 1954

ہیرالال ڈکسٹ و دیگراں

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، مکھرجی، ایس آر داس، ویوین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان

توہین عدالت-مقدمے کی سماعت کرنے والی عدالت-سماعت کے دوران عدالت احاطے میں ایک فریق کے ذریعے تقسیم کردہ کتابچہ-استعمال شدہ زبان-ججوں کو متاثر کرنا-تقسیم کا وقت اور مقام-انصاف کے مناسب انتظام میں رکاوٹ ڈالنا یا روکنا-

درخواست گزار ان رٹ درخواستوں میں سے ایک میں درخواست گزار تھا جو یو پی روڈ ٹرانسپورٹ ایکٹ 1951 کے جواز کو چیلنج کرتے ہوئے عدالت عظمیٰ میں دائر کی گئی تھی۔رٹ درخواستوں کی سماعت کے دوران عدالت احاطے میں ہندی زبان میں چھپا ہوا اور درخواست گزار کی طرف سے لکھا ہوا "ہمارا ٹرانسپورٹ محکمہ" لکھا ہوا ایک کتابچہ تقسیم کیا گیا۔اس کتابچے میں ہراساں کرنے اور بے عزتی کا ایک ترسیمی بیان تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ریاستی افسران اور اس وقت کے وزیر مملکت ٹرانسپورٹ نے ایک مسافر بس کے سلسلے میں اس کے لائسنس کی منسوخی اور بالآخر بحالی کے سلسلے میں مصنف کو بتایا تھا۔

اس کتابچے کے صفحہ 15 پر موجود دوسرے پیراگراف میں ایک اقتباس ہے جس کا انگریزی ترجمہ درج ذیل ہے:

"عوام کو عدالت عظمیٰ پر مکمل اور پختہ اعتماد ہے، لیکن جو ذرائع جانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حکومت ان معزز ججوں کی سفیروں، گورنروں، ہائی کمشنروں وغیرہ کے طور پر تقرری کے معاملے میں جانبداری کے ساتھ کام کرتی ہے، جو حکومت کے خلاف فیصلے دیتے ہیں لیکن اس سے ابھی تک معزز ججوں کی مضبوطی اور انصاف میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔

حکم ہوا کہ، (1) یہ کہ توہین آمیز عبارت اور اس کی تقسیم کا وقت اور جگہ انصاف کی مناسب انتظامیہ میں رکاوٹ یا روک پیدا کرتی ہے اور یہ توہین عدالت ہے۔

(2) یہ کارروائی پر منصفانہ تبصرہ نہیں تھا بلکہ ریاست کے خلاف عدالت کو تعصب کا شکار کرنے اور فیصلے کے لیے زیر التواء سوال پر عوام کے جذبات کو بڑھاوا دینے کی کوشش تھی۔ جس طریقے سے پرچے تقسیم کیے گئے، ان میں استعمال ہونے والی زبان اور ان کی اشاعت کے وقت کا صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا تھا، یعنی درخواست گزار اور اسی عہدے پر موجود دیگر افراد کے حق میں ججوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ ایک بار پھر عدالت عظمیٰ کی واضح توہین تھی۔

(3) یہ ضروری نہیں ہے کہ درحقیقت انصاف کے انتظام کے عمل میں حقیقی مداخلت ہونی چاہیے لیکن یہ کافی ہے اگر خلاف ورزی کرنے والی اشاعت کا امکان ہے یا اگر یہ کسی بھی طرح سے قانون کے مناسب انتظام میں مداخلت کرنے کا رجحان رکھتی ہے۔ اس طرح کے اشارے جو زیر بحث عبارت میں مضمر تھے عدالت وقار کے لیے توہین آمیز تھے اور ججوں کی دیانت داری پر لوگوں کے اعتماد کو کمزور کرنے کے لیے بنائے گئے تھے۔

برہما پرکاش شرما و دیگراں بنام ریاست اتر پردیش ([1953] ایس سی آر 1169) کا حوالہ دیا گیا۔

بنیادی دائرہ اختیار: ہیرا لال دکشت (جنرل سکریٹری، پرجا سوشلسٹ حصہ ی، مین پور) کے نام پر ایک کتابچے کی چھپائی، اشاعت اور تقسیم سے متعلق توہین عدالت کی کارروائی کے معاملے میں جس کا عنوان "ہمرا واہن و بھاگ" ہے جو (دیوانی) پٹیشن نمبر 379، سال 1953 سے پیدا ہوتا ہے۔ (ہیرا لال دکشت بنام ریاست اتر پردیش)۔

عدالت کی مدد کے لیے بھارت کے اٹارنی جنرل (پی اے مہتا، ان کے ساتھ)۔

جواب دہندہ نمبر 1 (ہیرا لال دکشت) کے لیے ایس سی آئزاکس (آر پٹنائک اور ایس ایس شکلا، ان کے ساتھ)۔

موہن لال سیکسینا اور ایس ایس شکلا مدعا نمبر 2 (کشور دتہ پالیوال) کے لیے۔

جواب دہندہ نمبر 3 (پرنٹر، سینک پریس) کے لیے ایس ایس شکلا۔

1954.یکم اکتوبر۔

عدالت کا فیصلہ داس جسٹس جے نے سنایا۔

یہ قاعدہ اس عدالت نے 16 ستمبر 1954 کو جاری کیا تھا، جس میں جواب دہندگان سے کہا گیا تھا کہ وہ پیش ہوں اور اس وجہ کو ظاہر کریں کہ ان کے خلاف اس عدالت کی توہین کے لیے کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔

شروع میں ان حالات کا ذکر کرنا مطلوب جن میں اس عدالت کے لیے یہ قاعدہ جاری کرنا ضروری ہو گیا تھا۔14 ستمبر 1954 کو، سماعت اور حتمی نمٹارے کے لیے اس دن کی فہرست پیشی میں دو اپیلیں تھیں، اپیل نمبر 182، سال 1954 (ساگیر احمد بنام ریاست اترپردیش و دیگراں) اور اپیل نمبر 183، سال 1954 (مرزا حسن آغا بنام ریاست اترپردیش و دیگراں)۔آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اسی طرح کے سوالات اٹھانے والی بڑی تعداد میں رٹ درخواستیں، جن کی تعداد 224 تھی، بھی اس دن کی فہرست پیشی میں شامل تھیں۔اپیل کنندگان اور تمام درخواست کنندگان دونوں ریاست اترپردیش کے جاری کردہ لائسنسوں کے تحت مختلف راستوں پر موٹر بسوں یا لاریوں کے بذریعے مسافروں اور سامان کے کیریئر کے طور پر کاروبار کرنے میں مصروف تھے اور ایسے معاملات میں جہاں راستہ ریاست دہلی میں یا اس سے گزرتا ہے، جس پر اس ریاست نے جوابی دستخط کیے تھے۔ان میں سے کچھ افراد کو اصل میں علاقائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی طرف سے مستقل اجازت نامے دیے گئے تھے۔سڑک نقل و حمل کے کاروبار کو قومی بنانے کی پالیسی کے مطابق ریاست اترپردیش نے اترپردیش اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ ایکٹ، 1950 کی دفعہ 3 کے تحت اعلانات کیے کہ کچھ راستوں پر سڑک نقل و حمل کی خدمات ریاستی حکومت کے ذریعے متعلقہ اعلانات میں مذکور طریقے سے چلائی جائیں اور نقل و حرکت کی جائی اور اس نے اس ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت سڑک نقل و حمل کی خدمات کی اسکیمیں بھی شائع کیں۔اپنے مقصد کو آگے بڑھاتے ہوئے ریاستی حکومت نے لائسنس یافتہ افراد کو مخصوص راستوں پر بسیں چلانے سے روکنے کے لیے نوٹس دینا شروع کر دیے۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے الہ آباد عدالت عالیہ میں حکمِ امتناعی کے لئے درخواست دائر کی کہ ریاستی حکومت اور اس کے

وزیر ٹرانسپورٹ کو ہدایت دی جائے کہ وہ اپنے متعلقہ راستوں کے سلسلے میں اتر پردیش روڈ ٹرانسپورٹ ایکٹ 1950 کی دفعہ 3 کے تحت کیے گئے اعلامیے کو واپس لیں اور انہیں اور ان کے افسران کو اس ایکٹ کی دفعہ 4 اور 5 کے تحت آگے بڑھنے سے گریز کرنے اور اپنے متعلقہ اسٹیج کیریجز کے آپریشن و دیگر معاون راحت میں مداخلت نہ کرنے کی ہدایت کریں۔ 17 نومبر 1953 کو دیے گئے ایک حکم کے ذریعے الہ آباد عدالت عالیہ نے ان درخواستوں کو خارج کر دیا۔ اس کے بعد دونوں درخواست کنندگان نے آئین کے آرٹیکل 132(1) کے تحت الہ آباد عدالت عالیہ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد یہ دونوں اپیلیں اس عدالت میں دائر کیں۔ اپیل گزاروں نے اپنی اپیلوں کے تعین تک کارروائی پر روک لگانے کے احکامات حاصل کر لیے۔ الہ آباد عدالت عالیہ کے فیصلے کے پیش نظر موٹر اسٹیج کیریجز یا کنٹریکٹ کیریجز چلانے کے لائسنس رکھنے والے بہت سے دوسرے افراد آرٹیکل 32 کے تحت مناسب رٹس کے لیے درخواستوں کے ساتھ براہ راست اس عدالت میں آئے اور عبوری روک حاصل کی۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، دونوں اپیلوں اور ان تمام متعدد درخواستوں کو حتمی نمٹارے کے لیے 14 ستمبر 1954 کی فہرست پیشی میں ڈال دیا گیا تھا۔ مدعا علیہ ہیرا لال دکشت ان رٹ درخواستوں میں سے ایک میں درخواست گزار تھے۔ دونوں اپیلیں اس دن سماعت کے لیے طلب کی گئیں اور جزوی طور پر سنی گئیں۔ سماعت پورے 15 اور 16 ستمبر 1954 تک جاری رہی، اور 17 ستمبر 1954 کو اختتام پذیر ہوئی، جب عدالت نے اپنے فیصلے پر غور کرنے کے لیے وقت لیا۔ عدالت نے ابھی تک اپنا فیصلہ نہیں سنایا ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد۔ ممکنہ طور پر رٹ درخواستوں میں درخواست کنندگان یا بصورت دیگر اس میں دلچسپی رکھنے والے، اپیلوں کے فیصلے کے نتیجے کے لیے ان تمام تاریخوں پر عدالت میں حاضر ہوئے۔ رٹ درخواستوں کو بھی ختم کرے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 15 ستمبر 1954 کو ہندی زبان اور حروف میں ایک کتابچہ شائع ہوا، جو 18 صفحات پر مشتمل تھا، جس کا عنوان تھا "ہمارا واہن وبھاگ" جس کا مطلب ہے "ہمارا محکمہ ٹرانسپورٹ"، جسے مدعا علیہ ہیرا لال دکشت نے لکھا تھا اور جس میں سری کرشنا دت پالیوال کی لکھی ہوئی پیش لفظ اور مدعا علیہ ہیرا لال دکشت کی بلاک تصویر تھی، عدالت احاطے میں تقسیم کی گئی تھی۔ اس کتابچے میں ہراساں کرنے اور بے عزتی کا ایک ترسیمی بیان تھا جس کے بارے میں کہا جاتا

ہے کہ ریاستی افسران اور اس وقت کے وزیر مملکت ٹرانسپورٹ نے ایک مسافر بس کے سلسلے میں اس کے لائسنس کی منسوخی اور بالآخر بحالی کے سلسلے میں مصنف کو بتایا تھا۔اس کتابچے کے صفحہ 15 پر موجود دوسرے پیرا گراف میں ایک اقتباس موجود تھا جس کا درج ذیل انگریزی ترجمہ ہے جسے اس عدالت کے ایک وکیل نے تیار کیا ہے جو اس لیے باضابطہ طور پر مجاز ہے۔

"عوام کو عدالت عظمیٰ پر مکمل اور پختہ اعتماد ہے، لیکن جو ذرائع جانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حکومت ان معزز ججوں کی سفیروں، گورنروں، ہائی کمشنروں وغیرہ کے طور پر تقرری کے معاملے میں جانبداری کے ساتھ کام کرتی ہے، جو حکومت کے خلاف فیصلے دیتے ہیں لیکن اس سے اب تک معزز ججوں کی مضبوطی اور انصاف میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔"

مذکورہ بالا مجرمانہ پیرا گراف پر مشتمل کتابچہ عدالت نوٹس میں لائے جانے کے بعد 16 ستمبر 1954 کو عدالت نے موجودہ قاعدہ جاری کیا اور اس قاعدے کی ایک کاپی بھارت کے اٹارنی جنرل کو بھیجی۔

تمام جواب دہندگان کو مناسب طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔انہوں نے حلف نامے دائر کیے ہیں اور اپنے متعلقہ وکلاء کے ذریعے ہمارے سامنے پیش ہوئے ہیں۔ مدعا علیہ، پیش لفظ کے مصنف، سری کرشن دت پالیوال، جو عدالت میں موجود تھے، نے اپنے وکیل، سری موہن لال سکسینا کے بذریعے عدالت میں درج ذیل بیان دیا:-

"جب میں بذریعے پیش لفظ لکھا تو میں بذریعے پورے مخطوطے کو نہیں دیکھا۔مجھے صرف یہ بتایا گیا کہ یہ ٹرانسپورٹ کنٹرول کے کام سے متعلق ہے۔اب جب کہ میری توجہ اس اقتباس کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے، مجھے افسوس ہے کہ میں نے کتابچے کا پیش لفظ لکھا اور میں عدالت سے معافی مانگتا ہوں۔ میں کبھی نہیں جانتا تھا کہ یہ کتابچے تقسیم کے لیے تھا اور میں اس کی تقسیم میں فریق نہیں تھا۔"

ایک، سینک پریس، آگرہ کے جنرل منیجر دیویندر شرما، جہاں مجرمانہ کتابچہ چھاپا گیا تھا، نے مدعا علیہ پریس کی جانب سے حلف نامہ دائر کیا جس میں کہا گیا تھا کہ جب کتابچہ چھاپنے کے لیے پریس کو دیا گیا تھا تو اس نے زیر بحث پیرا گراف کو دیکھا، کہ اس کی توجہ موجودہ قاعدے کی خدمت کے بعد ہی اس کی

طرف مبذول کرائی گئی تھی، کہ انہیں افسوس ہے کہ یہ پریس میں چھاپا گیا تھااور یہ کہ ان کا کبھی بھی اس عدالت کی توہین کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔اپنے حلف نامے کے ساتھ ساتھ اپنے وکیل سری ایس سکلا کے بذریعے، مدعاعلیہ پریس کی نمائندگی دیویندر شرمانے کی جو عدالت میں موجود تھے، عدالت سے غیر مجاز معافی مانگی۔ان دونوں جواب دہندگان کے وکلاء کی طرف سے عدالت میں دیے گئے بیانات کے پیش نظر یہ عدالت ان کی معافی کو قبول کرتی ہے اور ان کے خلاف قانون کو خارج کرتی ہے اوران کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مدعاعلیہ کی طرف سے پیش فاضل ماہر وکیل ہیرالال دکشت نے زور دے کر زور دیا کہ جس اقتباس کی شکایت کی گئی ہے وہ ممکنہ طور پر کسی توہین آمیز معنی یامضمرات کے قابل نہیں ہو سکتااور اسے عدالت کی توہین قرار نہیں دیا جاسکتا۔ایسے بے شمار طریقے ہیں جن کے ذریعے عدالتوں میں انصاف کے انتظام کے مقررہ عمل میں رکاوٹ ڈالنے یاروکنے کی کوششیں کی جاسکتی ہیں۔اس طرح کی مداخلت کی ایک قسم ایسے معاملات میں پائی جاتی ہے جب کوئی ایساایکٹ یااشاعت ہوتی ہے جو خود عدالت کو بدنام کرتی ہے۔ برہماپرکاش شرماودیگر بنام ریاست اترپردیش (1) کے معاملے میں اس عدالت نے اس قسم کی صورتحال پر غور کیا تھا،اور عدالت فیصلے میں اس قسم کے معاملے کو چلانے والے اصولوں پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔موجودہ مقدمہ اس زمرے میں نہیں آتا، کیونکہ یہاں خود عدالت کو کوئی بدنام نہیں کیا گیاہے۔یہاں سوال یہ ہے کہ کیا خلاف ورزی کرنے والا حوالہ اس طرح کے کرداراوراہمیت کا حامل ہے یاایسے حالات میں بنایا گیاہے جو عدالت ذریعے انصاف کے انتظام کے مناسب عمل میں رکاوٹ یارکاوٹ پیدا کرے۔سب سے پہلے، یہ کتابچہ ایک ایسے شخص نے لکھا تھا جو خود ایک رٹ پٹیشن میں درخواست گزار تھا جو سماعت کے لئے فہرست مقدمات میں تھا۔یہ ایک ایسے وقت میں نشر کیا گیا تھا جب اپیل اور رٹ درخواستیں بشمول مدعاعلیہ ہیرالال دکشت، خود کو فہرست مقدمات پیشی میں ڈال دیا گیا تھااور اپیل، جس کے فیصلے کا انحصار ان متعدد درخواستوں کی قسمت پر تھا، جو دراصل سنی جارہی تھی۔اشاعت کی جگہ بھی اہمیت سے خالی نہیں تھی۔اسے عدالت احاطے میں تقسیم کیا گیا تھا جہاں لائسنس یافتہ افراد کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوئی تھی۔اس مدعاعلیہ کے حلف نامے میں عدالت احاطے میں کتابچہ تقسیم کرنے کی حقیقت کی تردید کی قابل تھی لیکن جب یہ

تجویز پیش کی گی کہ اس نکتے پر ثبوت درج کیا جائے تو اس کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے اس کے لیے دباؤ نہیں ڈالا اور اس موقف کو قبول کیا کہ کتابچہ در حقیقت عدالت احاطے میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان حالات میں، واحد دوسرا سوال جو باقی رہتا ہے وہ یہ ہے کہ کتابچے میں توہین آمیز اقتباس کا معنی اور مقصد کیا تھا۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل ہیرا لال دکشت نے کہا کہ زیر بحث عبارت بالکل بے ضرر ہے اور عدالت کے تئیں صرف تعریفی جذبات کا اظہار کرتی ہے اور اس طرح کی چاپلوسی ممکنہ طور پر اس باوقار ٹریبونل کے ججوں کے ذہنوں پر ذرا بھی اثر نہیں ڈال سکتی۔ ہمیں نہیں لگتا کہ چاپلوسی واحد یا یہاں تک کہ بنیادی مقصد تھا جس کے ساتھ یہ عبارت لکھی گئی تھی یا جس کے ساتھ اسے اس وقت شائع کیا گیا تھا جب اپیلوں کی سماعت جاری تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اس عدالت میں عوامی عقیدے کے اعلان کے ساتھ شروع ہوتا ہے لیکن اس کے فوراً بعد دوسرے الفاظ جو پہلے کے الفاظ کے ساتھ "لیکن" کے اہم امتزاج سے جڑے ہوتے ہیں۔ "اس کے بعد آنے والے الفاظ اس اثر کے لیے ہیں کہ جو ذرائع جانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حکومت ان ججوں کو سفیر، گورنر، ہائی کمشنر وغیرہ کے طور پر مقرر کرنے کے معاملے میں جانبداری کے ساتھ کام کرتی ہے، جو حکومت کے خلاف فیصلے دیتے ہیں۔ ان الفاظ کے سادہ معنی یہ ہیں کہ حکومت کے خلاف فیصلہ کرنے والے ججوں کو یہ اعلی تقرریاں نہیں ملتی ہیں۔ ان الفاظ کا ضروری مطلب یہ ہے کہ حکومت کے حق میں فیصلہ کرنے والے ججوں کو حکومت ان تقرریوں سے نوازا کرتی ہے۔ اس طرح حکومت کے رویے کو یقینی طور پر ایک مقصد کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور اس کا مقصد قارئین کے ذہنوں میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ حکومت مستقبل میں ملازمت کی بڑی امیدیں رکھ کر ججوں کو اپنے حق میں فیصلے کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ اشارہ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جو اس کے بعد آتے ہیں، یعنی، "اس سے ابھی تک معزز ججوں کی مضبوطی اور انصاف میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔" ان الفاظ کو پچھلے الفاظ کے ساتھ "لیکن" کے امتزاج سے جوڑنے سے پہلے کے الفاظ کی حقیقی اہمیت اور حقیقی معنی میں راحت ملتی ہے۔ مجموعی طور پر پڑھا گیا حوالہ واضح طور پر اس بات کا مترادف ہے کہ "حکومت ان ججوں کو ناپسند کرتی ہے جو اس کے خلاف فیصلے دیتے ہیں لیکن ان ججوں کی حمایت کرتے ہیں جن کی اعلی تقرری ہوتی ہے جو اس کے حق

میں فیصلہ کرتے ہیں: کہ اگرچہ اس کا حساب ججوں کو حکومت کے حق میں فیصلے دینے کے لیے آمادہ کرنے کے لیے لگایا گیا ہے لیکن اس سے اب تک ججوں کی مضبوطی اور انصاف میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔""اب تک" کے الفاظ اہم ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اس اقتباس کو لکھنے کا مقصد کیا تھا اور عدالت احاطے میں اس کتابچے کی تقسیم کا مقصد کیا تھا جب عدالت اپیلوں کی سماعت کر رہی تھی؟ یقینی طور پر، خلاف ورزی کرنے والی عبارت میں ایک انتباہ چھپا ہوا تھا کہ اگرچہ جج "اب تک "ثابت قدم رہے ہیں اور اعلی تقرریوں کی توقع میں حکومت کے حق میں مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لالچ کی مزاحمت کی ہے، اس کے باوجود، اگر وہ اس موقع پر حکومت کے حق میں فیصلہ کرتے ہیں تو باخبر لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے لالچ کے سامنے دم توڑ دیا تھا اور مستقبل میں حکومت کے حق میں فیصلہ دیا تھا جس طرح کی اعلی تقرریوں کا حوالہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس پیرا گراف کو لکھنے اور خاص طور پر اسے اصل میں کیے جانے کے وقت شائع کرنے کا مقصد واضح طور پر ججوں کے ذہنوں کو متاثر کرنا اور انہیں اپنے فرائض کی سخت کارکردگی سے ہٹانا تھا۔ مجرمانہ منظوری اور اس کی اشاعت کا وقت اور مقام یقینی طور پر انصاف کے مناسب انتظام میں رکاوٹ یا رکاوٹ کا باعث بنتا ہے اور یہ عدالت کی توہین ہے۔

اس معاملے کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ججوں کے بارے میں حوالہ کتابچہ میں نہ بھی ہوتا تو باقی پھر بھی عدالت کی سنگین توہین کے مترادف ہوتا۔ اس میں ریاست اتر پردیش کی سخت سرزنش ہے، جو اپیل اور درخواستوں کا ایک فریق ہے، اسی معاملات کے بارے میں جو اس وقت اس عدالت میں زیر غور ہیں۔ یہ کارروائی پر منصفانہ تبصرہ نہیں تھا بلکہ عدالت کو ریاست کے خلاف تعصب کا نشانہ بنانے اور اس سوال پر عوامی جذبات کو بھڑکانے کی کوشش تھی جو اس وقت فیصلے کے لئے زیر التوا تھا۔ جس طریقے سے پرچے تقسیم کیے گئے، ان میں استعمال ہونے والی زبان اور ان کی اشاعت کے وقت کا صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا تھا، یعنی درخواست گزار اور اسی عہدے پر موجود دیگر افراد کے حق میں ججوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ ایک بار پھر اس عدالت کی واضح توہین ہے۔

یہ اچھی طرح سے قائم ہے، جیسا کہ اس عدالت نے برہما پرکاش شرما و دیگر بنام ریاست اتر پردیش (اوپر) میں کہا تھا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ حقیقت میں انصاف کے انتظام کے عمل میں حقیقی

مداخلت ہونی چاہیے لیکن یہ کہ یہ کافی ہے اگر توہین آمیز اشاعت کا امکان ہے یا اگر یہ کسی بھی طرح سے قانون کے مناسب انتظام میں مداخلت کرنے کا رجحان رکھتی ہے۔اس طرح کے اشارے جو زیر بحث عبارت میں مضمر ہیں عدالت و وقار کے لیے توہین آمیز ہیں اور ججوں کی دیانت داری پر لوگوں کے اعتماد کو کمزور کرنے کے لیے شمار کیے جاتے ہیں۔آیا اس اقتباس کو اس عدالت میں ججوں کی مکمل چاپلوسی کے طور پر پڑھا جائے یا اوپر بیان کردہ اشارے پر مشتمل کے طور پر پڑھا جائے یا باقی کتابچہ جس میں زیر التواء کارروائی میں کسی فریق پر حملہ ہوتا ہے اسے الگ سے لیا جائے، یہ عدالت کی بھی اتنی ہی توہین ہے کہ اسے لکھنے کا مقصد اور اس کی اشاعت کا وقت اور مقام عدالت کو اپنے سخت فرض کی انجام دہی سے ہٹانے کے لیے تھا، یا حساب لگایا گیا تھا، یا تو چاپلوسی کے ذریعے یا پوشیدہ دھمکی یا انتباہ کے ذریعے یا ریاست کے خلاف اپنے ذہن میں تعصب پیدا کرکے۔اس لیے ہماری واضح رائے ہے اور ہم یہ مانتے ہیں کہ مدعاعلیہ ہیرالال دکشت نے کتابچہ لکھ کر اور خاص طور پر زیر بحث اقتباس کو اس وقت اور جگہ پر شائع کرکے اس عدالت کی سنگین توہین کی ہے اور اپنے حلف نامے میں موجود قابل معافی اور اپنے وکیل کے بذریعے اس کی طرف سے دہرائی گئی معافی کو اس کی بدانتظامی کے لیے کافی ترمیم کے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مسلسل ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اعلی عدالتوں کے ذریعے اپنے اختیار کی توہین کو سزا دینے کے لیے استعمال کیا جانے والا خلاصہ دائرہ اختیار انصاف کے عمل میں مداخلت کو روکنے اور عدالت میں زیر انتظام قانون کے اختیار کو برقرار رکھنے اور اس طرح انصاف کے انتظام کی پاکیزگی میں عوامی مفاد کو تحفظ فراہم کرنے کے مقصد سے موجود ہے۔یہ یقینی طور پر ایک غیر معمولی طاقت ہے جس کا استعمال احتیاط سے کیا جانا چاہیے لیکن جہاں مفاد عامہ اس کا مطالبہ کرتا ہے، عدالت اس کا استعمال کرنے اور قید کی سزا دینے سے نہیں ہٹے گی، یہاں تک کہ ایسی صورتوں میں جہاں محض جرمانہ کافی نہ ہو۔

بے چینی سے غور وفکر کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس معاملے کے تمام حالات میں یہ ایک مناسب مقدمہ ہے جہاں عدالت اختیارات کا استعمال کیا جانا چاہیے اور قید کی سزا دینا ضروری ہے۔لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ استثنی کے ساتھ انصاف کے انتظام کے مقررہ عمل میں

رکاوٹ یا رکاوٹ یا روکنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ لہذا ہم مدعا علیہ ہیرالال دکشت کو عدالت کی توہین کا مجرم پاتے ہیں، اس کے خلاف قاعدے کو مطلق بناتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ اسے گرفتار کیا جائے اور سول جیل میں ڈال دیا جائے تاکہ اسے پندرہ دن کے لیے قیدِ بلا مشقت کی سزا دی جا سکے۔ اسے بھارتی یونین کی طرف سے ہونے والے اخراجات، اگر کوئی ہوں، بھی ادا کرنے ہوں گے۔

اسی کے مطابق حکم۔